عاجزی اور انکسار

ڈاکٹر سعید مراد° / ترجمہ: حافظ محمد ابراہیم

انسان تواضع اختیار کیے بغیر عروج، بلندی، قدر و منزلت حاصل نہیں کرسکتا، اور اس کے بغیر انسان حقیقی معنی میں انسان مطلوب نہیں بن سکتا۔ یہ اخلاقی قدر جو انسان کے دل سے پھوٹتی ہے، اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکانے سے حاصل ہوتی ہے۔ عجز انسان کو ہمیشہ اللہ کے ارادے کے تابع بنا دیتا ہے۔ اللہ کی تابع داری کرنے والا انسان یہ جان لیتا ہے، کہ اس انکسار نے اللہ کی نظر میں اس کی شان و عزت بڑھا دی ہے۔ یہ عجز کا ایک پہلو ہے۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے جب انسان کو یہ بات معلوم ہے کہ انسان تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اہم، عظیم اور بلند ہے، تو اس کے ساتھ پیار و محبت، شفقت و رحمت کا معاملہ کرے۔ اس پر اپنی بڑائی نہ جتائے، اور نہ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھے، اور نہ اپنے آپ کو ایک لمحے کے لیے دوسروں سے بہتر تصور کرے۔

'تورات' میں تواضع کے متعلق واضح ہدایات ہیں۔ انسان کے احترام کو لازم قرار دیا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت اور مثال پر پیدا کیا۔ اس کی پیدایش میں ایسی علامت ہے، جو اسے یاد دلاتی ہے کہ وہ کس شے سے پیدا ہوا، اس کی انتہا کیا ہے اور وہ کس طرف جائے گا: ''اپنی پیشانی کا پسینہ بہا کر تو اپنا روزگار کماتا ہے، یہاں تک کہ تو زمین کی طرف لوٹ جائے گا۔ مٹی سے تو پیدا ہوا مٹی کی طرف لوٹے گا''۔ (تکوین، باب ۳، آیت ۱۹)

اس میں اس انسان کے لیے تنبیہ ہے، جو اپنے جیسے لوگوں پر بڑائی کی کوشش کرتا ہے۔ اسے ڈرایا گیا کہ اس کی ابتدا بھی مٹی سے ہے اور اس کی انتہا بھی مٹی ہے: ''اے انسان! اللہ تعالیٰ کی تیرے ساتھ محبت کا تقاضا یہ ہے، کہ تو ہمیشہ اس ادب و احترام کا دامن تھامے رکھے، جس کا حکم

°مصنف: القیم العلیا فی الادیان السماویہ الثلاثہ، قاہرہ، مصر

اللہ کی طرف سے ہے، تاکہ تو تربیت اور تہذیب کا راستہ سیکھ سکے''۔

جو عزت تلاش کرتا ہے وہ تواضع کے بغیر عزت حاصل نہیں کرسکتا۔ عزت نہ تو زیادہ مال میں ہے اور نہ اقتدار اور بادشاہت ہی میں۔ کہا گیا ہے: ''امیر کی دولت اس کے شہر کا قلعہ ہے اور وہ اس کے خیال میں بلند عمارت ہے، لیکن عاجزی وانکساری اس کا مینار ہے۔ عزت کے حصول سے پہلے تواضع اختیار کرنا ضروری ہے'' (امثال، باب ۱۸، آیت ۱۱-۱۲)۔ بہت سے لوگ مال حاصل کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کرتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ مال و دولت حقیقی امیری ہے، جو کہ انسان کو دوسرے لوگوں سے ممتاز کرتی ہے۔ وہ یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ امیر لوگ غربا سے زیادہ عزت دار ہیں۔ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ اللہ کی نظر میں سب برابر ہیں، کیوں کہ وہ سب کا خالق ہے: ''امیر وغریب دونوں برابر ہیں، رب دونوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ عقل مند آدمی شر کو دیکھتا ہے تو اس سے بچتا ہے، جب کہ نادان برائی کی طرف جاتا ہے اور سزا پاتا ہے۔ تواضع کا اجر اور رب کا خوف حقیقی امیری، عزت اور زندگی ہے''۔ (الامثال، باب ۴، آیت ۲۲)

یہود کے ہاں چھے کام رب کی ناراضی کا سبب ہیں اور سات چیزیں مکروہ ہیں: ۱- غلط جگہ پڑنے والی نگاہیں، جھوٹی زبان، خون بہانے والے ہاتھ، برائی کا حکم دینے والا دل، گناہ کی طرف اٹھنے والے قدم، جھوٹی گواہی، لوگوں کے درمیان لڑائی کا بیج بونے والا آدمی (امثال، باب ۶، آیت ۶-۱۹)۔ جو نجات چاہتا ہے اس کے لیے عاجزی اختیار کرنا اور اللہ کے سامنے جھکنا لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ ان متواضعین کے ساتھ محبت کی بشارت دیتا ہے، جن کا ایمان مضبوط اور ارادے سچے ہیں۔ انھوں نے حق کو پہچانا اور اس پر سختی سے عمل کیا، جس سے اللہ کی رضا کا حصول ان کے لیے ممکن ہے۔ اللہ پاک صرف پاکیزہ اعمال قبول کرتا ہے۔ وہ پاکیزہ روح کی قربانی قبول کرتا ہے، وہ عاجز اور شکستہ دل انسان کی تذلیل نہیں کرتا۔ (مزمور، باب ۵۱، آیت ۱۷)

متواضعین کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے شمار انعامات ہیں۔ بزرگ و برتر ذات فرماتی ہے: ''میں بلند اور پاکیزہ جگہ رہتا ہوں۔ میں عاجز اور متواضع لوگوں کے ساتھ ہوں تاکہ میں عاجز لوگوں کو روحانی زندگی دوں، اور ٹوٹے ہوئے دلوں کو خوش کروں''۔ (اشعیا، باب ۵۷، آیت ۱۵)

اللہ تعالیٰ نے جس طرح عاجز اور نیک لوگوں کے لیے اپنی محبت کا اعلان کیا، اسی طرح

اس نے متکبرین، خود پسند لوگوں کے لیے ناراضی کا اظہار فرمایا: ”عاجز اور متکبرین کے درمیان واضح فرق یہ ہے، کہ متکبر انسان ذلیل ہوتا ہے، جب کہ متواضع انسان عزت حاصل کرتا ہے“ (امثال، باب ۲۹، آیت ۲۳)۔ تکبر برے لوگوں کا راستہ ہے، تواضع سچے، نیک لوگوں کا راستہ ہے۔ اللہ عاجزی کرنے والوں کو اپنی خوشنودی سے نوازتا ہے۔ کتاب مقدس میں ہے: ”رب کی لعنت برے لوگوں کے گھر پر برستی ہے لیکن وہ نیک کے گھر میں برکت پیدا کرتا ہے۔ وہ متکبر مذاق اڑانے والوں کا مذاق اڑاتا ہے اور متواضعین پر اپنی رضا کی موسلا دھار بارش برساتا ہے“۔ (امثال، باب ۳، آیت ۲۳-۲۴)

تکبر بربادی اور ذلت لاتا ہے، جب کہ عاجزی انسان کو بلند کرتی ہے۔ کتاب مقدس میں واضح الفاظ میں ذکر ہے: ”ہلاکت سے پہلے بڑائی ہے، زوال سے پہلے نفس کی خود پسندی ہے، داناؤں کے سامنے نفس جھکانا، متکبرین کے ساتھ مال غنیمت تقسیم کرنے سے زیادہ بہتر ہے“ (امثال، باب ۱۶، آیت ۱۸-۱۹)۔ ”تین کاموں میں غور کرو کسی بڑی غلطی میں مبتلا نہیں ہو گے: ۱- تو کہاں سے آیا ہے؟ ۲- تو کہاں جائے گا؟ ۳- تو کس عظیم ہستی کے سامنے حساب و کتاب کے لیے پیش ہوگا؟“۔ (آباء، آیت ۲۹)

”اگر تو نے ان سوالوں کا جواب پہچان لیا تو یقیناً تو نے بھلائی پالی۔ بہترین چیز عاجزی، فنائیت اور تواضع ہے، تو ان کو اختیار کرتا کہ ہلاکت سے بچ جائے۔ دانا کون ہے؟ جو تمام لوگوں سے سیکھے۔ طاقت ور کون ہے؟ جو اپنی خواہشات کو کنٹرول کرے۔ امیر کون ہے؟ جو اپنے حصے پر قناعت کرے۔ شریف کون ہے؟ جو اپنے ہم جنسوں کا احترام کرے“۔ (آباء، باب ۴۶، آیت ۴۹)

عیسائیت میں محبت کو اہمیت حاصل ہے، اور یہ بات واضح ہے کہ تواضع محبت کی صورتوں میں سے ایک ایسی صورت ہے کہ اس کے بغیر انسانوں کے درمیان تعلق اور بھائی چارے کی فضا قائم نہیں کی جاسکتی۔ انجیل میں ہے: ”اے مصیبت زدہ اور بوجھ اٹھانے والو میری طرف آجاؤ، میں تمھیں آرام دوں گا۔ میرا دامن پکڑو، مجھ سے سیکھو کیوں کہ میں سنجیدہ، خاموش طبع، پُرسکون اور متواضع القلب ہوں، تم اپنی خواہشات پاؤ گے“۔ (متی، باب ۱۱، آیت ۲۸-۲۹)

جو انسان نیکی اور دانائی سیکھنا چاہتا ہے، رفعت و عزت کا متلاشی ہے، تو اس کو چاہیے کہ

وہ خادم بنے مخدوم نہیں، غلام بنے آقا نہیں۔ ایک بار یسوع (عیسٰیؑ) نے لوگوں کو بلایا اور فرمایا: ''تم جانتے ہو کہ امتوں کے سردار ان کی قیادت کرتے تھے اور بڑے لوگ ان پر غلبہ چاہتے تھے۔ تم میں ایسے لوگ نہیں ہونے چاہییں بلکہ تم میں سے جو بڑا بننا چاہتا ہے، وہ خادم بنے جو تم میں بہتر بننا چاہتا ہے وہ غلام بنے'' (متی، باب ۲۰، آیت ۲۰-۲۱)۔ حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ تو ایک زمانے تک ان الفاظ کی طرف کان لگا جو تیرے سامنے بزرگی کے راستے کھولتے ہیں، جس کی حد سیّدنا عیسٰیؑ نے مقرر کی تھی۔ جب آپ 'کفرناحوم' (بستی) میں آئے تو ان سے سوال کیا، تم راستوں پر آپس میں بات چیت کیوں کرتے ہو؟ وہ خاموش ہوئے، کیوں کہ راستوں میں ان کے کچھ لوگ اپنے سے افضل لوگوں سے لڑتے تھے۔ آپؑ بیٹھ گئے اور ان کے بارہ لوگوں کو بلایا، ان سے کہا: ''اگر تم میں سے کوئی مقام چاہتا ہے تو وہ سب کا خادم بنے'' (مرقس، باب ۹، آیت ۳۴-۳۵)۔ ایک اور مقام پر فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی عاجزی کے راستے پر چلنا چاہتا ہے، تو وہ خوشامد اور غصہ سے بچے۔ وہ ہر نیکی کو بھول جائے، اپنے آپ کو دوسروں سے کم تر، حقیر اور سب سے زیادہ خطا کار سمجھے''۔

قرآن کریم نے ''عقیدہ ایمان'' کی بنیاد اس بات پر رکھی کہ، عظمت، بڑائی اور جلال صرف اور صرف اللہ کی ذات کے لیے ہے، اور یہ کہ تمام مخلوق اللہ کی غلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وہ اللہ پوشیدہ اور ظاہر ہر چیز کو جانتا ہے جو کہ بڑا اور بلند ہے''۔ (الرعد ۱۳:۹)

قرآن مجید کی واضح آیتیں تمام انسانوں سے تکبر کی نفی کرتیں ہیں، کیوں کہ یہ صفت اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات یہ ہیں کہ، ہر انسان اللہ کی بندگی کرے کیوں کہ ہر ایک اس کا غلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ہر وہ مخلوق ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے رحمٰن کی غلام بن کر آئے گی''۔ (مریم ۱۹: ۹۳)

یہاں تک کہ رسولِ اعظم اور نبی محترم بھی اللہ کے بندے ہیں۔ رب کائنات نے قرآن مجید میں فرمایا: ''اللہ وہ پاک ذات ہے جس نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی۔ وہ مسجد اقصیٰ کہ جس کے ماحول کو ہم نے بابرکت بنایا تاکہ ہم انھیں اپنی نشانیاں دکھائیں۔ بلاشبہہ اللہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے''۔ (بنی اسرائیل ۱۷:۱)

سورۃ الفرقان میں ارشاد ہے: ''نہایت متبرک ہے وہ ہستی جس نے اپنے بندے پر

کتاب نازل کی تا کہ وہ لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائے‘‘(فرقان ۲۵:۱)۔اللہ تعالیٰ نے کسی بھی انسان کو بڑائی کی صفت نہیں دی بلکہ اپنی بلند ذات کو بڑائی کی صفت کے ساتھ خاص فرمایا ہے۔ اللہ نے فرمایا:’’اللہ کے لیے ان دونوں (آسمان وزمین) کی حفاظت کوئی مشکل نہیں، وہ بس ایک بزرگ وبرتر ہستی ہے‘‘ (البقرہ۲: ۲۵۵)۔قرآن مجید نے تواضع کی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات کو ذکر کیا ہے، اور یہ بات بیان کہ بڑائی، بلندی اور عظمت اللہ کے لیے خاص ہے اور کسی کے لیے نہیں۔ انسان کو جو چیز تواضع سکھاتی اور تکبر سے بچاتی ہے، وہ یہ ہے کہ انسان اپنی پیدایش کی حقیقت کو پہچانے۔قرآن مجید میں ہے:’’انسان غور کرے اسے کس چیز سے پیدا کیا گیا، اسے اُچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا، جو کہ پیٹھ اور چھاتی کے درمیان سے نکلتا ہے‘‘۔(الطارق۸۶:۵-۶)

پھر ارشاد ربانی ہے:’’ہم نے انسان کو مخلوط نطفے سے پیدا کیا، تا کہ ہم اس کا امتحان لیں اور اس غرض ومقصد کے لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا‘‘ (الدھر۷۶:۲)۔ ایک اور مقام پر اللہ رب العزت کا فرمان ہے:’’کیا انسان نے غوروفکر نہیں کیا کہ بلاشبہہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا اچانک وہ صریح جھگڑالو بن گیا‘‘ (یٰسٓ ۳۶: ۷۷)۔جس نے غوروفکر، سوچ وبچار کی اس نے جان لیا کہ تکبر انسانی پیدایش کے متعارض ہے۔ جب انسان کے دل میں دوسروں پر تکبر کا خیال پیدا ہوتو وہ اپنی اس پیدایش کو یاد کرے۔

یہ اہم حقیقت ہے جو انسان کو عاجزی پر آمادہ کرتی ہے۔کئی احادیث مبارکہ بھی عاجزی پر آمادہ کرتیں ہیں۔حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’جو اللہ کے لیے ایک درجہ عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ اسے ایک درجہ بلند کرتا ہے، یہاں تک کہ اسے اعلیٰ علیین میں جگہ دیتا ہے۔اور جو ایک درجہ تکبر کرتا ہے اللہ اسے ایک درجہ گراتا ہے، یہاں تک کہ اسے سب سے نچلے درجے میں پھینک دیتا ہے‘‘۔(کنز العمال)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تواضع کی تعلیم دیتے تھے۔آپ چاہتے تھے کہ لوگوں کا ہاتھ پکڑ کر انھیں اللہ کی خوش نودی کی طرف لے جائیں۔حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:’’جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اس کے مرتبے کو بلند کرتا ہے۔ وہ اپنے نفس میں چھوٹا ہوتا ہے لیکن لوگوں کی نظروں میں عظیم ہوتا ہے۔ اور جو متکبر ہوتا ہے اللہ اس کے مرتبے کو

پست کر دیتا ہے۔ وہ اپنی نظروں میں بڑا ہوتا ہے، جب کہ لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ لوگوں کے ہاں کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے"۔(کنز العمال)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے عاجزی و انکساری کی بلند مثال پیش کی۔ حضرت قیس بن ابی حازمؓ فرماتے ہیں، کہ ایک آدمی حضورؐ کے پاس آیا۔ جب آپ کھڑے ہوئے تو وہ کانپنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا: "پُرسکون رہو میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں بلکہ ایسی قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک روٹی کے ٹکڑے کھایا کرتی تھی"۔(مستدرک حاکم)

حضرت ابن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے ساتھ جاتے اور ان کی ضرورت پوری کرتے"۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میری جان آپ پر قربان ہو! آپ ٹیک لگا کر کھائیں، یہ کھانے کا آسان طریقہ ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: عائشہؓ! میں ٹیک لگا کر نہیں کھاؤں گا بلکہ اس طرح کھاؤں گا جس طرح ایک غلام کھاتا ہے، اور غلام کی طرح بیٹھوں گا"۔(بغوی شرح السنۃ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ: "مسجد نبویؐ کی تعمیر کے وقت تمام صحابہ کرامؓ اینٹیں اُٹھا رہے تھے اور آپؐ بھی ایک عام مزدور کی طرح کام کر رہے تھے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ اس پتھر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشقت میں ڈال دیا ہے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! یہ پتھر مجھے دے دیں۔ آپؐ نے فرمایا: اے ابوہریرہؓ! اس کے علاوہ کوئی اور پتھر لو، اور حقیقی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے"۔

حضوؐر کی زندگی انسانیت کے لیے نمونہ ہے۔ آپؐ اللہ کے ہاں ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ اعلیٰ اخلاق سے مزین ہیں۔ آپؐ میں اعلیٰ درجے کی تواضع بھی ہے۔ یہ کیسے نہ ہو، جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: "بلاشبہہ آپؐ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں (القلم ۶۸:۴)۔ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "آپ اپنے بازوؤں کو مومنین کے لیے جھکا دیں۔ ان کے ساتھ عاجزی سے پیش آئیں" (الحجر ۱۵:۸۸)۔ قرآن کریم نے تکبر، خود پسندی اور غرور کی مذمت کی: "تم زمین پر اکڑ کر نہ چلو، نہ تم زمین پھاڑ سکتے ہو اور نہ ہی پہاڑوں کی بلندیوں کو پہنچ سکتے ہو۔

ان اُمور میں سے ہر ایک کام تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے‘‘۔(بنی اسرائیل ۱۷:۳۷-۳۸)

آپؐ نے تکبر سے منع کیا۔حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:’’تکبر سے بچو، بندہ ہمیشہ تکبر کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ اس بندے کا نام متکبرین میں لکھ دو‘‘ (کنز العمال)۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:’’لوگوں سے بے رخی اختیار نہ کرو اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔بے شک اللہ ہر متکبر، مغرور انسان کو پسند نہیں کرتا، اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو اپنی آواز پست کرو، بے شک آوازوں میں سب سے بُری آواز گدھوں کی ہے‘‘۔(لقمان ۳۱:۱۸-۱۹)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:’’جو آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور اپنی چال میں تکبر کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غصے ہوگا‘‘۔(کنز العمال)

قرآن کریم لوگوں کو اس بات سے آگاہ کرتا ہے کہ زمین میں تکبر کا انجام ناکامی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:’’میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا جو ناحق بڑے بنتے ہیں۔ اگر وہ تمام نشانیاں دیکھ لیں، تب بھی وہ ان پر ایمان نہیں لائیں گے۔اگر وہ ہدایت کا راستہ دیکھ لیں تو اس پر نہیں چلیں گے، اور اگر ٹیڑھا راستہ نظر آئے تو اس پر چل پڑیں گے۔یہ اس لیے کہ انھوں نے ہماری نشانیاں جھٹلائیں اور ان سے بے پروائی کرتے رہے‘‘۔(الاعراف ۷:۱۴۶)

اللہ تعالیٰ متکبرین پر سخت غصے کا اظہار کرتا ہے۔انھیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے۔فرمایا: ’’یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں یا ظاہر کرتے ہیں، بلاشبہہ اللہ تکبر کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا‘‘ (النحل ۱۶:۲۳)۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:’’کیا جہنم متکبرین کا ٹھکانہ نہیں؟ (الزمر ۳۹:۶۰)۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:’’آج کے دن تمھیں رسوا کن عذاب کا بدلہ دیا جائے گا، زمین میں تمھارے ناحق تکبر اور تمھاری نافرمانیوں کے سبب‘‘(الاحقاف ۴۶:۲۰)۔یہ تمام سزائیں اس لیے ہیں کہ وہ صفت بڑائی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ جھگڑتے ہیں۔حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:’’بڑائی میری چادر ہے، عظمت میری ازار ہے۔جس نے میرے ساتھ ان صفات میں جھگڑا کیا، میں اسے آگ میں ڈال دوں گا‘‘۔(کنز العمال)